بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرسمس اور اسلام

Christmas & Islam

1st Time Published in December 20th 1961
Dec 22th 2006
www.noor-ul-huda.org

مولود مسعود پر اہل اسلام کی نذرِ عقیدت

وہ دن گئے جب مسلمان غیر مسلم لوگوں کی تقریبوں یا عیدوں کے موقعہ پر شرکت کرنا تو درکنار اُنہیں "صنور" کہتے تھے یعنی کہ یہ ضلالت یا گمراہی کی یادگاریں ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ جن میں زیادہ تر عرب ممالک یعنی فلسطین شام اور ملک مصر کے مسلمان اور مسیحی اپنے آپ کو ایک ہی قومیت نسل اور تہذیب سمجھتے ہیں۔ بادی النظر میں وہاں مسلمان اور مسیحی میں تمیز کرنا محال ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی مسیحیوں کا تہوار ہوتا ہے تو مسلمان بھی اُسے ایسا ہی مناتے ہیں جیسا کہ اُن کے ہم وطن مسیحی مناتے ہیں۔ وہ اپنے مسیحی عزیزوں کے یہاں تحفے تحائف بھیجتے ہیں۔ عید مبارک کے کارڈ بھیجتے ہیں اور اُن میں سے بعض وسیع القلب تو عبادتوں میں شرکت کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ جب کرسمس یعنی بڑے دن کی ایک عبادت میں مصر کے مشہور قومی لیڈر محمد نجیب شریک ہوئے اور لوگوں نے اُن سے مسیحی عبادت میں شرکت کرنے کی وجہ پوچھی تو اُنہوں نے جواب دیا" میں خوشی سے مقدسہ کیتھرین کے مسجمہ کے آگے جھک گیا۔ اس میں کیا مضائقہ ہے۔ ہم مسلمان بھی تو کنواری مریم کو وہی عظمت دیتے ہیں جو مسیحی دیتے ہیں۔ اگر ہم اُسے بعض مسیحیوں کی طرح خدا کی ماں یا بعض کی طرح خدا کے بیٹے کی ماں نہیں کہتے۔ مگر ہم

اُنہیں مسیح کی والدہ توضرور سمجھتے ہیں۔اور تم جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ بھی اپنے طریقہ کے مطابق خدا کے لئے ایسے مقرب تھے جیسے کہ اپنے طریقے کے مطابق حضرت محمد ہیں"۔

تہواروں یا عیدوں کے موقعہ پر شرکت کی بڑی وجہ ملکوں میں قومی تحریکوں کا پیدا ہونا ہے۔ لہذا ایک ملک میں خواہ کتنے ہی عقائد کے لوگ کیوں نہ بستے ہوں اُنہیں اپنی قومی اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے باہمی رواداری کو قائم رکھنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کسی فرقے یا مذہب کا کوئی قوم یا مذہب پر یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ اس کی عالمگیر اہمیت سے اپنے ملک سے دوسرے لوگوں کو آشنا کردیں۔ لہذا اگر کرسمس یا بڑے دن کو محض مسیحیوں کی جماعت تک محدود رکھا جائے تو یہ ایک بے جان او بے کار چیز ہے۔ اہلِ اسلام کو اس سے کیا فائدہ؟ ان کے ذمہ صرف رواداری رہ جائے گی اور وہ محض دکھاوے کی چیز ہے۔

مگر اسلام اور مسیحیت کا رشتہ صرف سیاسی یا علاقائی نہیں۔ یعنی چونکہ سیاست میں مسلمانوں اور مسیحیوں کا اشتراک ہے۔ یا یہ کہ وہ دنیا کے بعض خطوں یا ملکوں میں ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے حقِ ہمسائیگی کو برقرار رکھنے کے لئے انہیں ایک دوسرے کا پاس رکھنا چاہیے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تاوقتیکہ وہ مسیح پر ایمان نہ لائے اور انجیل مقدس کو الہام الہٰی نہ سمجھے مسلمان نہیں ہوسکتا۔ جو تکریم اور عظمت انجیل میں مسیح کی ہوئی ہے۔ وہی قرآن میں بھی ہوئی ہے۔ قرآن اپنے دعوؤں کی تصدیق میں جابجا انجیل کے حوالے پیش کرتا ہے۔ جہاں ضرورت پیش آتی ہے۔ ثبوت میں مسیح اور اس کے حواریوں کے اُسوہ حسنہ پیش کرتا ہے۔ کم و بیش ان کی شان میں وہی کچھ کہا ہے جو انجیل میں کہا گیا ہے۔

بیتِ لحم میں پیدا ہونے والے سیدنا عیسیٰ کے متعلق قرآن مجید کی دو سورتوں آلِ عمران اور سورہ مریم میں بہت کچھ اُمواد پایا جاتا ہے۔ آلِ عمران میں سیدنا مسیح کی والدہ حضرت مریم، حضرت یوحنا اور سیدنا عیسیٰ کی پیدائش کا ذکر ہے۔ حضرتِ مریم بلاشبہ کنواری بتائی گئی ہے۔ سیدنا عیسیٰ کی رسالت مصدقہ ہے۔ بقول مفسرین اور قرآن مجید حضرت مریم عمران کی بیٹی تھی۔ اُن کی والدہ کا نام حنہ تھا۔ اُن کے والد عمران فوت ہوگئے اور حنہ نے اُنہیں خدا کی نذر کر دیا۔ وہ اپنی بیٹی کے لئے دعا کرتی کہ اللہ تعالیٰ میری بیٹی کو شیطان الرجیم سے محفوظ رکھنا۔ یہی دعا حضرت یحییٰ کی والدہ نے بھی کی تھی۔ اُنہوں نے بھی کہا تھا" سلام اُس دن پر جب میں پیدا ہوا" (سورہ ۱۹: ۱۵۔ ۲۳) اس کی تشریح کرتے ہوئے مشہور مفسرین بیضاوی فرماتے ہیں جب بھی کوئی نیا بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اُسے ضرور چھوتا ہے۔ اگر کوئی اس سے محفوظ رہا تا وہ حضرت مریم اور اس کا بیٹے سیدنا عیسیٰ تھے۔

حضرت مریم کی تقدیس اور طہارت کا قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ قرآن میں یہاں تک آتا ہے کہ جب حضرت مریم کو بیت المقدس میں لایا گیا تو اماموں نے قلم پھینک کر اس پر قرعہ اندازی کی۔ قرعہ ذکریا کے نام نکلا اور وہی اس کا سرپرست مقرر ہوا گویا خدا نے وہاں بھی اُن کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ مفسرین اسلام کے نزدیک حضرت مریم کے معنی عابدہ کے آتے ہیں۔ یعنی وہ خدا کی بندی تھیں۔ اس محراب یا پناہ گاہ میں جہاں حضرت مریم بیت المقدس میں مقیم تھیں۔ حضرت مریم کی خوراک اور پرورش کا بندوبست فوق الطبعی وسائل سے ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت ذکریاہ کو بھی جرات ہوئی اور اُنہوں نے بھی دعا کی کہ اُن کی بیوی کے یہاں بھی لڑکا پیدا ہو۔ بعد ازاں اُنہوں نے حضرت مریم کی خدمت کے لئے حضرت یوسف کی خدمات حاصل کیں کہ وہ چشمہ میں سے پانی لانے کے لئے حضرت مریم کی مدد کریں۔

ایسے ہی ایک موقع پر جب حضرت مریم چشمے پر اکیلی کھڑی ہوئی تھیں کہ اُنہیں آواز آئی ۔ اے مریم خدا نے تمہیں چن لیا ہے۔اور تمہیں صاف کیا ہے۔اس صفائی سے روح اور جسم دونوں کی صفائی مراد تھی یعنی نہ تو وہ انسان سے میں ہوئی تھی اور نہ ہی اُس میں برائی کا دخل تھا۔" یا مریم ان اللہ اصطفاک وطورک اصطفاک علی نساء العالمین"۔ وہ بچہ جس کی بشارت دی گئی تھی وہ خدا کا کلمہ ہوگا اور اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ مقامِ غور ہے "بکلمتہ منہ اسمنہ المسیح عیسیٰ ابن مریم وجیھافی الدنیاوالا ومن المقربین"۔اس جہان میں بھی صاحبِ جلوہ ہوگا اور آخرت میں صاحبِ جلوہ ہوگا۔اور خدا کے مقربین میں سے ہوگا"۔ بکلمتہ منہ "کیا یہ وہی یوحنا والا ساتھ "کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا"۔ نہیں تھا؟ دیکھئے مسیحیت اور اسلام میں اس سے بڑھ کر اور کیا قرابت داری ہوسکتی ہے۔ کلمتہ منہ یا تو صدائے ربی ہوگی یا امر ربی ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ کی پیدائش بغیر کسی مادی وسیلے کے ہوئی یعنی اس کا کوئی جسمانی باپ نہیں تھا۔ابنِ عربی اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ہر وہ چیز جو بغیر کسی دنیاوی وسیلے کے معرض وجود میں آتی ہے وہ اس کے تحت آتی ہے۔ کیونکہ خدا ہی کن (ہو جا) کہتا ہے اور فیکون یعنی ہو جاتی ہے۔اور یہی عمل کلمتہ اللہ کا بھی تھا"۔